دو نظمیں

محمد سمیع اللہ

(ای۔ آر۔ ایس) اسسٹنٹ کمشنر انکم ٹیکس

عرض حال

قبل اس کے کہ میرے احباب مندرجہ نظمیں پڑھیں یہ عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ یہ نظمیں کس طرح تیار ہوئیں۔ میں شاعر نہیں ہوں اور نہ مجھے شاعری سے دُور کی بھی مناسبت ہے۔ میرے چچا صاحب مرحوم مولوی نجیب اللہ نجیب لکھنوی فرماتے تھے "باپ شاعر اور چچا شاعر اور صاحبزادے ایک مصرعہ بھی موزوں نہیں پڑھ سکتے" اس جملہ سے میری قابلیت کا اظہار ہو سکتا ہے۔

میں دورہ کے سلسلہ میں آعظم گڈھ گیا تھا۔ مولانا اقبال احمد خانصاحب سہیل کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا۔ ایک ایسے وقت جبکہ مولانا شاعری کی وجدانی کیفیت میں ترنم ریز تھے۔ میں نے عرض کیا کہ چند ایسے اشعار تصنیف فرما دیں جس میں بعد حمد و ثنا گناہوں پر ندامت اور دربارِ رسالت میں شفاعت کی التجا ہو۔ مولانانے فرمایا "یہ کہو کہ استغفار کہہ دوں" وعدہ فرمایا تھا کہ دو ایک دن میں یا زیادہ سے زیادہ ایک ہفتہ میں نظم تیار ہو جاوے گی۔ کئی ہفتہ گذر گئے مگر ایفائے وعدہ نہ ہوا۔ میں نے بنارس میں دو استادوں سے یہی درخواست کی اور دونوں صاحبان نے نظمیں عنایت فرمائیں جو سکون بخش نہ ہوئیں۔ سہیل صاحب کے وعدہ کا تذکرہ ایک بار چودھری حفاظت حسین صاحب مرحوم سابق ڈویزنل کمشنر بنارس کے بنگلہ پر ہوا بیگم صاحبہ حفاظت حسین مرحوم نے جو ایک عربی داں اور ادب نواز خاتون ہیں فوراً فرمایا "خود کیوں نہیں کہتے"۔ میں نے اپنی نااہلی کا اظہار کیا مگر موصوفہ نے پھر فرمایا کہ "کوشش کیجئے"۔ کئی دن کا عرصہ گذر گیا کہ درمیان عصر و مغرب چند مصرعے موزوں ہوئے مجھے جہاں تک خیال ہے کوئی خاص کوشش نہیں کرنا پڑی۔ دوسرے دن

یہ چند مصرعے مولانا حمایت الحسن صاحب موہانی سابق پروفیسر عربی کوئنس کالج کو سُنائے۔ مولانا نے اپنے آنسوؤں سے ہمت بڑھائی۔ کچھ دنوں کی کوشش کے بعد دس بارہ شعر ہو گئے۔ لکھنؤ میں برادر مکرم مولوی صبغت اللہ صاحب شہید کو سُنائے اُنھوں نے بھی ہمت افزائی کی اور کچھ اصلاح بھی کی۔ کچھ عرصہ کے بعد اور اشعار کا اضافہ ہوا۔ دوبارہ لکھنؤ جانا ہوا۔ مولوی روح اللہ صاحب ادیب کو اشعار دکھائے اور انھوں نے بھی اصلاح دی۔ ۵۲ء کے وسط میں دونوں نظمیں تیار ہو گئیں۔ دسمبر ۵۲ء میں سہیل صاحب آگرہ تشریف لائے اور نظمیں ان کی خدمت میں بغرض اصلاح پیش کی گئیں مگر موصوف کچھ اپنے خیالات میں اتنے محو تھے کہ بہت تھوڑی اصلاح فرمائی۔ فروری ۵۳ء میں علی گڈھ جانا ہوا اور رشید احمد صاحب صدیقی پروفیسر اُردو کے ذریعہ سے مولوی ضیاء احمد صاحب بدایونی کی خدمت میں نظمیں بھیجی گئیں اور موصوف نے اصلاح فرمائی۔

یہ دونوں نظمیں میرے جذبات کا ترجمہ ہیں۔ علمیت کی جھلک علماء کرام کی اصلاح کی وجہ سے ہے۔ میں خلوص دل سے بیگم صاحبہ حفاظت حسین مرحوم جو ان نظموں کی محرک اوّل ہیں اور دوسرے بزرگوں کا جن کے نام اوپر درج ہو چکے ہیں تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ناظرین خاتمہ بالخیر کی دُعا فرمائیں۔

محمد سمیع اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد و ثنا

ذات تیری کریم ہے مولا
شان تیری عظیم ہے مولا

تو غفور و رحیم ہے مولا
لطف تیرا عمیم ہے مولا

ایک کُن سے بنائے کون و مکاں
کُل جہاں تیرا تابع فرماں

تیری قدرت کا کس کو ہو ادراک
دونوں عالم ہیں تیری ہی املاک

ذات تیری قدیم و دائم ہے
سارا عالم تجھی سے قائم ہے

تیرے قبضہ میں ہے فنا و بقا
کوئی مالک نہیں ہے تیرے سِوا

تو ہے قہّار اور تو جبّار
تو ہے غفار اور تو ستار

تو ہی دانا ہے اور تو ہی کرتار
جز و کل کا ہے اک تو ہی مختار

جس کو چاہا امیر تو نے کیا
جس کو چاہا فقیر تو نے کیا

جس کو چاہا اُسے کیا آباد
جس کو چاہا اُسے کیا برباد

جس کو چاہے تو راہ پر لائے
ٹھوکریں جس کو چاہے کھلوائے

جب چلا کوئی سرکشی کی چال
کر دیا ایک آن میں پامال

خاک کو عرش سے بلند کیا
قُرب سے اپنے بہرہ مند کیا

ایک اُمّی کو راز دار کیا
سب رسولوں کا افتخار کیا

جس نے پائی نہ تھی کہیں تعلیم
اس پہ نازل کیا وہ کنز حکیم

جو ہدایت ہے سارے عالم کو
عین رحمت ہے نسل آدم کو

تو نے صدیقؓ کو صداقت دی
غار میں عزتِ رفاقت دی

ابن خطابؓ کو وفا بخشی
اور عثمانؓ کو حیا بخشی

تو نے کرارؓ کو شجاعت دی اور حسنینؓ کو شہادت دی
اپنی قدرت کو یوں دکھایا ہے فخرِ کونین انھیں بنایا ہے
سب تری ذات کے پجاری ہیں تیرے ہی در کے سب بھکاری ہیں
تجھ پہ ظاہر ہیں سب نہاں کے راز اور تیرا نہیں کوئی دمساز
دورِ گردوں کے ہم ستائے ہیں التجا ترے در پہ لائے ہیں
آج چاروں طرف اندھیرا ہے ظلمتِ غم نے ہم کو گھیرا ہے
اب نہ عزت ہے اور نہ حشمت ہے زندگی کیا ہے ایک مصیبت ہے
ہم ترے بندے تو خدا اپنا کون ہے اب ترے سوا اپنا
سر پہ بدلی غموں کی چھائی ہے اور طوفاں بلا کا لائی ہے
کشتی اپنی بھنور میں آئی ہے سامنے موت ہے دُہائی ہے
تو جو چاہے ابھی رہائی ہے تو خدا ہے تری خدائی ہے
رحمت و لطف عام کے صدقے بخشش و فیض تام کے صدقے
شاہ گردوں مقام کے صدقے یعنی خیر الانام کے صدقے
اہلِ بیت کرام کے صدقے چار یار عظام کے صدقے
اپنی رحمت کے ہم کو قابل کر نیک بندوں میں ہم کو شامل کر
نکبتوں کو ہماری زائل کر اور عبادت پہ ہم کو مائل کر
ہم ہیں محتاج تو غنی کر دے ہم بھکاری ہیں تو دھنی کر دے
تیرہ بختی کو تو فنا کر دے دل کے آئینہ پر جلا کر دے

اس اندھیرے میں اب اُجالا ہو
بول تیرے کرم کا بالا ہو

نعت

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

زینتِ حسنِ کائنات سلام
مظہرِ خاصِ نورِ ذات سلام

نورِ فطرت درود اور سلام
ابرِ رحمت درود اور سلام

سرورِ اصفیا درود و سلام
سیّدِ انبیا درود و سلام

دین کے مقتدا درود و سلام
خاصۂ کبریا درود و سلام

مرکزِ اصطفا درود و سلام
مصدرِ اجتبا درود و سلام

نورِ وحدت درود اور سلام
حسنِ قدرت درود اور سلام

بندہ پرور درود اور سلام
اے پیمبر درود اور سلام

دین کے رہنما درود و سلام
خلق کے پیشوا درود و سلام

عرض ہے یہ تباہ حالی میں
دست بستہ حضورِ عالی میں

آپ کے میزبان کی اولاد
ہند میں ہو رہی ہے یوں برباد

زندگی اس کی ہو گئی ہے وبال
دشمنوں نے اسے کیا پامال

وقت آیا ہے اب عنایت کا
دستگیری کا اور حمایت کا

ہو نہ کیوں مجھ پہ لطفِ عامِ نبی
خاندانی ہیں ہوں غلامِ نبی

بخشش عام کی ہے خلق میں دھوم　　کیا اکیلا رہوں گا میں محروم
آپ کی مجھ پہ اک نظر ہو جائے　　شبِ ہجراں کٹے سحر ہو جائے
در پہ اپنے مجھے بُلا لیجئے　　اپنا جلوہ مجھے دکھا دیجئے
پاس آقا کے یہ غلام رہے　　خانہ زادوں میں اس کا نام رہے
پاس مینا رہے نہ جام رہے　　آپ کے میکدہ سے کام رہے
کیوں ہوں نومید میں گناہوں سے　　یہ محرک مری شفاعت کے
ہم سے عاصی اگر نہ ہوں موجود　　پھر شفاعت کا لطف ہے مفقود
گر مریض زبوں نہ پائے شفا　　نام کیوں کر ہو پھر مسیحا کا
درد ہی گر جہاں سے ہو مفقود　　پھر دعا و دوا ہے سب بے سود
گر پیاسے نہ آپ پائینگے　　جام کوثر کسے پلائیں گے
ہے سراپا کرم جناب کی ذات　　ہم ہیں پیاسے حضور آبِ حیات
آپ دردِ دروں کے ہیں درماں　　آپ کے ہاتھ میں ہے میری جاں
جان بخشی حضور فرمائیں　　اپنے دیدار سے نہ ترسائیں
دامنِ عفو میں چھپا لیجئے　　مجھ گنہگار کی دُعا لیجئے

صدق دل سے دعا نکلتی ہے — اور شفاعت وہاں مچلتی ہے

اپنے آقا کے پاس جاؤنگا — اپنے مولیٰ کے پاس جاؤنگا

اپنے جرموں کو خود بتاؤں گا — اپنے سرکار کو مناؤں گا

دونوں ہاتھوں میں لیکے اُنکے قدم — یہ کہوں گا کہ اے شفیعِ اُمم

اپنے مجرم کو خود سزا دیجئے — بخشِ داورا سے بچا لیجئے

عام ہو گی جو اس کی رسوائی — طعنے دینگے بتوں کے شیدائی

روزِ محشر مری عقوبت پر — حرف آجائیگا شفاعت پر

چشمِ رحمت ذرا اِدھر کیجئے — میرے جرموں سے درگذر کیجئے

اے شفیع جہاں شفاعت ہو — مجھ گنہگار پر عنایت ہو

کیوں نہ پہونچے جناب تک آواز — میں ہوں بندہ حضور بندہ نواز

اپنی اولاد کے تصدق میں — آلِ امجاد کے تصدق میں

اپنے اصحاب کے تصدق میں — اپنے احباب کے تصدق میں

دستگیری حضور فرمائیں — ابرِ رحمت حضور برسائیں

بحرِ الطاف جوش پر آئے — گردِ کلفت تمام دُھل جائے

زندگی میری زندگی ہو جائے — اور ادا حقِ بندگی ہو جائے

غازۂ رخ بنے وہ خاکِ قدم — جس سے رہ جائے خادموں میں بھرم

دیدِ سرکار کی مدام رہے | اور نزدِ قدم ، غلام رہے
آنکھیں جب بند ہوں ہمیشہ کو | سامنے آپ ہی کا نقشہ ہو
جانکنی کی نہ مجھ کو ہو تکلیف | لب پہ کلمہ ہو اور درود شریف
بے ہشی موت کی ہو جب طاری | نام نامی زباں پہ ہو جاری
آخری مجھ پہ یہ عنایت ہو | نزع میں آپ کی زیارت ہو
جب مری جان جسم سے نکلے | جانِ جاناں پہ صدقے ہو کے چلے
دامنِ پاک کی ہوا پاؤں | آپ کا نام لے کے مر جاؤں
حشر میں جب ہو پرسشِ اعمال | یوں کروں رو کے عرض اپنا حال
میں گناہوں پہ اپنے نادم ہوں | آستانِ نبی کا خادم ہوں

سُن کے عاصی کی گریہ وزاری
آپ رحمت ہو محوِ غمخواری

محمد سمیع اللہ عفی عنہ

(ایجوکیشنل پریس آگرہ میں چھپی)